تفسیر احمد

سوره «التکویر» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحيم

سورة التکویر

پاره (30)

یه سورت مکه میں نازل هوئی یہ"29" آیتوں پر مشتمل هے

وجه تسمیه:

اس سورت کا آغاز رب تعالی کے فرمان (اذالشّمسُ کُوِّرَت) کے لفظ "تکویر" سے کیا گیاھے۔

اس سورت کا دوسرا نام " کُوِّرَت" ہے، لفظ " کُوِّرَت" اس سورت کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے، "کُوِّرَت" ماضی مجہول کا صیغہ "تکویر" کے مصدر سے لپیٹنے کے معنی میں ہے۔

واضح رہے کہ یہ سورہ سورۂ "مسد" کے بعد مکہ میں نازل ہوئی ہے۔

"تکویر" سورج کا لپیٹنا، اور اس کی روشنی ختم کرنا۔

اس سورت کا نام قیامت سے پہلے موجودہ نظام میں رونما ہونے والے حوادث میں سے ایک عظیم حادثے کی طرف اشارہ کرتی ہے، سورج سے متعلق پیش آنے والا واقعہ، جو اللہ تعالیٰ کی قدرت، عظمت اور رحمت کے واضح ترین مظاہر میں سے ایک ہے، اور یہ اس مہم کو بیان کرتی ہے کہ انسان اس انجام کو پہنچتا ہے جس کا آغاز اس نے خود ہی کیا ہے، البتہ قیامت سے پہلے بڑے بڑے واقعات کے وقوع پزیر ہونے کے بعد لوگوں کی آزمائش اور حساب ہوگا، اور کرۂ ارض میں ایسے لوگوں کا وجود جو خدا کی تدبیر کو قبول نہیں کرتے اور اسے برداشت نہیں کرسکتے، اللہ تعالیٰ کی تدبیر میں ذرہ برابر بھی خلل پیدا نہیں کرسکتے، اگر کوئی شخص سورج کی روشنی نہ دیکھ سکے تو مسئلہ اس کی آنکھوں کا ہے، نہ کہ سورج کی روشنی کا۔

سورة التکویر کے نزول کا وقت:

سوره مبارکہ کے مشتملات اور طرز بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس سوره نے بعثت کے ابتدائی دور میں شرف نزول پایا ہے۔

مکی سورتوں کی بعض خصوصیات:

1 - زیادہ قسمیں کھانا
2 - اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان کا موضوع اور جنت کی صفات
3 - چھوٹی آیتیں
4 - مشرکین سے بحث اور جدال
5 - قصص اور واقعات
6 - یاأَیُّهَا النّاس عبارت کا ذکر
7 - جہاد کی بات کرنا

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورہ تکویر کا سورہ عَبَسَ سے ربط و مناسبت:

دونوں سورتیں قیامت کے عظیم اور سخت واقعات کو بیان کرتی ہیں، عَبَسَ (آیات مبارکہ:33 تا 42) اور سورہ تکویر (آیات مبارکہ: 1 تا 14)

سورۃ التکویر کی آیات ، کلمات اور حروف کی تعداد:

یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے، اورمکی سورتوں میں سے ہے۔ سورۃ التکویر کا ایک (1) رکوع ہے، انتیس آیتیں (29) ، اور ایک سورچار (104) الفاظ ، چارسوچھبیس (426) حروف، اور دوسو انتیس (229) نقطے ہیں ۔ (یہ بات ذکر کرنا لازم ہے کہ علماء کے اقوال سورتوں کے حروف کی تعداد گننے میں مختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

سورت سے واقفیت:

اس سورت کے جملے مختصر لیکن فیصلہ کن اور دلکش ہیں، اور سورت کے موضوعات سے ہم آہنگ ہیں، سورت کے پہلے حصے میں قیامت کی ابتدائی حالت اور تمام نظام شمسی کے تاریک ہوجانے اور ہرچیز کے ٹوٹنے اور اس دنیا کے موجودہ نظام کے زوال کے بارے میں بات کی گئی ہے، پھر اس نے لوگوں کے قبروں سے ٹولیوں کے شکل میں اٹھنے اور خدا کی طرف جانے کا نقشہ کھینچاہے۔

زمانہ جاھلیت کا سب سے گھناؤنا گناہ یعنی: لڑکیوں کو زندہ دفن کرناتھا ، اس کو یہاں ذکر کیاگیاہے، جنت اور جہنم کے مناظر کابھی ذکرہے، جسے دیکھ کر انسان سوچتاہے کہ اس نے ان دونوں آخری ٹھکانوں کے لیے کیا تیاری کی ہے، پھر اس دنیاکی وسعت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے اور اپنے پیغام کی صداقت کا حوالہ دیتے ہوئے مدعو سامعین کی توجہ اس بات کی طرف دلاتاہے ، کہ اگر اس داعی کے پیغام کا موازنہ دوسرے دعوت دینے والوں کے پیغام کے ساتھ کریں گے، اورپھر اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے، تویقیناً آپ کو اس کی حقانیت کا یقین ہوجائے گا۔

سورۃ التکویرکی فضیلت :

ایک حدیث شریف میں ابن عمررضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتاہے تو اسے چاہیئے کہ: (اذلشمس کورت، اذا السّماء انفطرت، اذالسّماءانشقّت،) کو دیکھے۔

اس سورت کی تلاوت کی فضیلت:

ہم نبی صلی اللہ علھی وسلم کی ایک حدیث کو پڑھتے ہیں کہ : جو شخص

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورہ (اذاالشّمس کوّرت) کی تلاوت کرے اللہ تعالی اس کو اس دن کی رسوائی سے کہ جس دن اس کا نامہ اعمال کھولاجائے گا اس کی حفاظت کرے گا۔
دوسری حدیث ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا : اتنی جلدی بڑھاپے کے آثار آپ پر کیوں نمایاں ہوگئے ھیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "سورہ ھود، واقعہ، مرسلات، عمَّ ، اور اذاالشّمس کوّرت" نے مجھے بوڑھا کردیا، اس لیے کہ ان سورتوں میں قیامت کے ھولناک حوادث کا ذکر اتنا زیادہ ھوا ھے کہ وہ باشعور اور جاگتے انسان کو بہت جلد بوڑھا کردیتاھے ۔
مذکورہ بالا روایات میں جن تعبیرات کا ذکر ھوا ھے ، ان سے معلوم ھوتاھے کہ تلاوت سے وہ تلاوت مقصود ومطلوب ھے جو علم ، ایمان اور عمل کا سرچشمہ ھو ۔

سورت کا خلاصہ :

پہلے مرحلے میں یہ سورت ان افراد کو سرزنش اور ملامت کرتی ھے جو اکثر فرض کی گئی باتوں اور خیالات کی بنیاد پر ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے ، عام طور پر اس سورت کے مشتملات میں دو اھم محوروں پر بحث کی گئی ھے ۔

1 - اس سورت کی ابتدائی آیات قیامت کی نشانیوں ، اور اس جہان کے آخر میں بڑی تبدیلیوں کے ساتھ قیامت کے آغاز کو بیان کرتی ھیں ۔
2 - سورت کا دوسرا حصہ قرآن اور اس کے لانے والے کی عظمت اور انسانی نفس پراس کے اثرات بیان کرتاہے، یہ حصہ بیدار کرنے والی قسموں اور معانی سے بھرپور ھے ۔

اس سورت کا سیاق:

اگر آیت (1- ۱۴) کا خلاصہ ملاحظہ کریں تو اس کےموضوعات میں شامل ہے: تنبیہ، ڈرانا، اور انسان کو قیامت کے دن اپنے اعمال سے آگاہ اورباخبر کرنا ، اور اس میں یاد دہانی کی گئی ھے کہ : اس دنیا کا موجودہ نظام لپیٹ لیا جائے گا ایک نیا اور پہلے سے معین کردہ نظام اس کی جگہ لے گا: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ» (١) وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ (٢) وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (٣) وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (٤) وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ (٥) وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (٦) وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (٧) وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ (٨) بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (٩) وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (١٠) وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ (١١) وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ (١٢) وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ (١٣) عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ (١٤)
اسی طرح آیت (15 – 29) تک یہ ھے کہ : وحی کے ایک لفظ سے بھی نہ ہٹیں بلکہ اس کو یاد رکھیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

انسان کو اس کے روزقیامت کے اعمال سے آگاہی دینا اس کا ثبوت ہے کہ یہ قرآن جبرئیل امین کے لائے ہوئے الفاظ ہیں اور وحی ھیں، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات اور شیاطین سے دریافت نہیں کیاھے، پھر کیوں اس سے دوری اختیار کرتے ھو، اس سے دور رھنے سے بھتر ھے کہ اسے یاد رکھو: فَلا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ (١٥) الْجَوَارِ الْكُنَّسِ (١٦) وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ (١٧) وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (١٨) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (١٩) ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ (٢٠) مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (٢١) وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ (٢٢) وَلَقَدْ رَآهُ بِالأُفُقِ الْمُبِينِ (٢٣) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيبِ بِضَنِينٍ (٢٤) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيطَانٍ رَجِيمٍ (٢٥) فَأَينَ تَذْهَبُونَ (٢٦) إِنْ هُوَ إِلا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (٢٧) لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يسْتَقِيمَ (٢٨) وَمَا تَشَاءُونَ إِلا أَنْ يشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (٢٩).

سورہ تکویر کے اخلاقی اور معاشرتی نکات

1 - مظلوم کا دفاع کرنا کفر اور اسلام سے تعلق نہیں رکھتا، اس لیے کہ زندہ دفن ہونے والی بیٹیاں مسلمان نہیں تھیں، لیکن قرآن کریم نے وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ کے انداز میں ان لڑکیوں کے حق کا دفاع کیاھے ۔

2 - سوال کے ذریعے ضمیروں کو جگایاگیا ہے (بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ)۔

3 - وقار اور عظمت، قابلیت اور طاقت ، فرمانبرداری اور قابل اعتماد قوّتوں کا ھونا پیغام اور ارشادات کے پھنچانے کے لیے ضروری شرائط ھیں ۔

4 - کبھی کبھی تھمتوں اور الزامات کا جواب دیئےبغیر نہیں چھوڑنا چاھیئے ، بلکہ ان کا جواب دینا چاھیئے (وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ) ۔

5 - تبلیغ دین کا طریقہ نصیحت ھے ، جبر نہیں: (ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يسْتَقِيمَ)

6 - انسان نہ بغیر ارادے کے ھے اور نہ ھی مکمل خود مختار ۔

7 - چونکہ خدا تعالی رب العالمین ھے، اس لیے تمام امور اس کے قبضے میں ھیں، اور انسان کی مشیت اللہ تعالی کی مشیت کے ما تحت ھے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة التكوير

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا
الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦ وَاِذَا
النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩ وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ۝١٠ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝١٢ وَاِذَا الْجَنَّةُ
اُزْلِفَتْ ۝١٣ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥ الْجَوَارِ
الْكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝١٨ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝٢١ وَمَا صَاحِبُكُمْ
بِمَجْنُوْنٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝٢٤ وَمَا
هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝٢٥ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝٢٦ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٢٧ لِمَنْ شَآءَ
مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٩

سورت کا لفظی ترجمہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ھے
اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١	جب سورج لپیٹ لیا جائے گا (1)
وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝٢	اور جب تارے بے نور ہوجائیں گے (2)
وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣	اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے (3)
وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤	اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی(4)
وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝٥	اور جب وحشی جانور اکٹھے کیےجائیں گے (5)
وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦	اور جب دریا آگ کی طرح بھڑکائے جائیں گے (۶)
وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝٧	اور جب روحیں (بدنوں) سے ملادی جائیں گی (۷)
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝٨	اور جب اس لڑکی سے جو زندہ دفنادی گئی ہو پوچھا جائے گا (۸)
بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝٩	کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی؟ (9)
وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠	اور جب (عملوں کے) دفتر کھولے جائیں گے (10)
وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝١١	اور جب آسمان کا پردہ ہٹادیا جائے گا (11)

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾	اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑ کائی جائے گی (12)
وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾	اور جب جنت (پرھیزگاروں کے لیے) قریب لائی جائے گی (13)
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾	تب ھرشخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ھے (14)
فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾	ھم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ھٹ جاتے ھیں (15)
الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾	(اور) جوسیرکرتے اور غائب ھوجاتے ھیں (١٦)
وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾	اور رات کی قسم جب ختم ھونے لگتی ھے (١٧)
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾	اور صبح کی قسم جب نمودار ھوتی ھے (١٨)
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿١٩﴾	کہ بیشک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ھے (١٩)
ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿٢٠﴾	جو صاحبِ قوت مالکِ عرض کی ھاں اونچے درجے والا (20)
مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿٢١﴾	سردار (اور) امانت دار ھے 21)
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢٢﴾	اور (مکّے والو) تمھارے رفیق (یعنی محمّد) دیوانے نھیں ھیں (22)
وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿٢٣﴾	اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نےجبرئیل علیہ السلام کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھاھے (23)
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿٢٤﴾	اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاھر کرنے) میں بخیل نھیں)24)
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿٢٥﴾	اور وہ (قرآن) شیطان مردود کا کلام نھیں ھے (25)
فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿٢٦﴾	پھر تم کدھر جارھے ھو (26)
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٧﴾	یہ تو جھان کے لوگوں کے لئے نصیحت ھے (27)
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿٢٨﴾	(یعنی) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاھے (28)
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾	اور تم کچھ بھی نھیں چاہ سکتے مگر وھی جو خدائے رب العالمین چاھے (29)

(c) ketabton.com: The Digital Library

تفسیر سوره تکویر

محترم قارئین:

آیات مبارکہ(1 تا 14)میں قیامت کے دن کے ابتدائی حالات، جمع ہونا، خوف اور ڈر اور ہولناکی اور
دہشت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۙ﴿۱﴾	جب سورج کو لپیٹ لیا جائے گا (۱)

جب سورج کو لپیٹ لیا جائے گا ، پگڑی لپیٹنے اور کپڑے سمیٹنے کی طرح لایا جائے گا، اور اسے دنیا کی تباهی کی اعلان کے طورپر پهینک دیا جائے گا ۔

حسن بصری اپنی تفسیر میں لکھتے هیں که : "کوّرت" تکویر سے مشتق هے ، بے نور هونے کے معنی میں هے، اور پهینکنے کے معنی میں بهی آیاهے ، ربیع بن خیثم نےبهی ایسی تفسیر کی هے، که اس سے مراد یه هے که سورج کو سمندرمیں پهینک دیا جائے گا، جس کی حرارت کی وجه سے سمندر اور تمام دریا آگ پکڑیں گے، ان دونوں تفسیروں میں کوئی تعارض نهیں هے، که پهلے سورج کا نور ختم کیا جائے اور پهرسمندر میں ڈالاجائے ۔

امام بخاری رحمه الله نے حضرت ابوهریره کی روایت سے نقل کیا هے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا:قیامت کے دن چاند اورسورج (بے نورکردیئے جائیں گے) سمندرمیں ڈالے جائیں گے ۔

مسند بزار میں ہے کہ : آگ میں ڈال دیئے جائیں گے ۔

ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے ان آیات کے ذیل میں نقل کیاهے که : قیامت کے دن خدا تعالی سورج ، چاند، اور ستاروں کو بے نور کرکے سمندر میں ڈال دے گا، اور اس کے بعد تیزهوا چلے گی جس کے اثر سے تمام دریا آگ بن جائیں گے، اسی طرح یه بهی ٹهیک هے که سورج اور چاند سمندرمیں ڈالےجائیں گے، اور یه بهی درست هے که جهنم میں ڈالے جائیں گے، اس لیے که اس وقت سارے دریا جهنم میں پهینکے جائیں گے ۔

(مستفاد من المظهری والقرطبی)

مفسّرین کرام "اذَ الشّمس کُوِّرت " کی تفسیر میں فرماتے هیں که : سورج کا نور جو هرجگه چمک رهاهوتاهے، اور میلوں دور دور تک پهنچ رهاهوتاهے، اور آب وتاب کے ساتھ تاباں هے، قیامت کے آتے هی اس کا نور منقبض هوکر لپیٹا جائے گا اور نظروں سے اوجهل هوجائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورج ایک چمکتا ھوا اور درخشاں نظام ھے جو که تدریجًا ٹھنڈا پڑجائے گا، اپنی تپش اور روشنی کھودے گا، اور تاریک اورٹھنڈے ستارے کی شکل اختیار کرجائے گا، جیسا که زمین سورج اور دوسرے نظاموں سے الگ ھونے کے بعد پہلے پهل گرم اور روشن اور آگ سے بهری تهی مگر پهر بہ تدریج سرد اور ٹھنڈی پڑگئی، سرد اور تاریک مادے میں بد ل گئی، اور اب نور اورحرارت سورج سے حاصل کرتی ھے، جبکہ اپنے سینے اور دل کی گهرائی میں اپنی حرارت کو محفوظ کیاہے سب چیزیں اس کے اندر پگھلنے اور جوش مارنے کے مرحلے میں ھیں۔
لیکن اس کی بیرونی سطح ٹھنڈی اور تاریک ھے، سورج بهی زمانه گذرنے کے ساتھ ایساھی ھوگا۔
"شمس" نور بکھرنے والے سورج کے معنی میں ہے، چمکنا اور روشنی دینا سورج کی صفت ہے، جوکہ (سورہ نبأ آیت : 13)بیان کیا گیا ہے۔
" كُوِّرَتْ"لپیٹ لیا جائے اور بے نور ہوجائے، اس وقت جب سورج تاریک ہوجائے ، یعنی:
1 - اس کی روشنی غائب ہوجائے گی اور اندھیرا ہوجائے گا۔
2 - زمین پر گرجائے گا۔
3 - اس کی حرکت اور طلوع رک جائے۔
4 - لماء کے نزدیک "كُوِّرَتْ" کے معنی : لپیٹنا، جمع کرنا اور گرجانا ہے۔
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا: "سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن آگ میں ہونگے" "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ يُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"
اس کی وجہ ان کافروں کے عذاب کو بڑھانا ہے جو اس دنیا میں سورج اور چاند کی پرستش کرتے تھے تاکہ ان کو مزید عذاب اور تکلیف پہنچائے۔(مشکل الآثار طحاوی : 183) و (الابانۃ الكبرٰى ابن بطۃ : 70) (والسلسلۃ الصحیحۃ : 124) حکم البانی: صحیح۔

وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾	اور جب تارے بے نور ھوجائیں گے (٢)

اور ان کا نور ختم ھوجائے گا، یا "انکدار" ان کے گِرپڑنے کے معنی میں ھے، یا بکھرنےاور ان کی عمر ختم ھونے کے معنی میں ھے .
قیامت آنے پر اورچمکتے دمکتے سورج جیسے مشعل تابان کے بجھنے پر تمام تارے تاریک ھوجائیں گے ، ستارے جو   کافی تعداد میں چمک رھے ھوتے ھیں، در اصل یه تاریک ھیں،یہ اپنی روشنی دوسرے سرچشموں سے عاریتًا حاصل کرتے ھیں۔

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾	اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے(٣)

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس دن پہاڑ بکھری ہوئی ریت ہوجائیں گے، اور وہ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہوامیں اڑجائیں گے، پھر وہ متغیرہوجائیں گے ، اور اپنی جگہ سے اکھاڑے جائیں گے ۔

"سُيِّرَتْ"پہاڑ اپنی جگہ سے اکھیڑ دیے جائیں گےاور ادھر اُدھر دھکیل دیئے جائیں گے، روئی کی طرح پھسلتے ہوئے، اپنی جگہ سے اکھاڑ دئیے جائیں گے اور حرکت کریں گے۔

سورج اور ستاروں کے بعد زمین آہستہ آہستہ بدلتی رہے گی، زمین میں جو پہلے بدل جائیں گے وہ پہاڑ ہیں، (وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ۝۳) کہ پہاڑ مسلسل اور بہت زیادہ حرکت میں ڈالے جائیں گے، سورہ طٰہٰ کی دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت والے پیغمبر سے فرماتا ہے: (وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ) اور تجھ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ ان پہاڑوں کا کیا ہوگا؟ (فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا۝۱۰۵) (طٰہٰ:105) کہدو: میرا رب ان کو ٹکڑے ٹکڑے اور ذرّات میں تبدیل کریگا، (فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۝۱۰۶) (طٰہٰ:106) "ان پہاڑوں کو مکمل طور پر ہموار کردے گا" زمین کی طرح برابر،(لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا۝۱۰۷) (طٰہٰ:107) ترجمہ: "جس میں نہ تم کجی(اور پستی) دیکھو گے نہ ٹیلا (اور بلندی)"

وہ پہاڑ جو زمین اور زمین والوں کا سہارا ہیں، ایسے پہاڑ کہ جہاں بھی ہوں، (استحکام اور استقرار) (سکون اور آرام) کے عوامل میں سےہیں، انہی پہاڑوں کو چلایا جائے گا، اور اگر ہم ان مناظر کا تصور کرلیں تو یہ بہت اہم اور مؤثر ہوگا۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ۝۴	اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی(۴)

اس دن لوگ اپنے سب سے قیمتی اموال کو جن کا وہ ہمیشہ خیال کرتے تھے چھوڑ دیں گے، اس لیے کہ ایسی حالت آئی گی کہ وہ اپنے سب سے مہنگی چیزکو بھول جائیں گے۔

عشار: ایسی اونٹنیوں کو کہتے ھیں جن کو تربیت اورنگرانی کر کے سدھا یا گیاھو، اور ان کے پیٹ میں بچہ ھو ، ایسی اونٹنیاں خاص طور پر اس لیے قابل ذکر قرار پاتی ہیں کہ عرب کے نزدیک نفیس ترین اور قیمتی ترین مال سمجھا جاتاتھا، یا یہ کہ قیامت کی ھیبت کے وجہ سے اونٹنیوں کے مالک ان کو یونھی چھوڑدیں گے ۔

عطّلت: یعنی بغیر چرواھے اور نگرانی کے چھوڑ دیئے جائیں گے، اس عظیم خوف وھراس کی وجہ سے جس کا یہ قیامت کو مشاھدہ کریں گے ، یہ آیت اس بات کی دلیل ھے کہ اونٹوں کو بھی دوسرے جانوروں کی طرح وجود میں لایا جائے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝	اور جب وحشی جانور اکٹھے کیےجائیں گے (۵)

یعنی : وحشی جانوروں اورجنگلی درندوں اور چوپایوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، اور باھمی قصاص کے لیے جمع کیا جائے گا، پھر دوبارہ انھیں مٹی میں تبدیل کردیا جائے گا، ایک قول کے مطابق : ان کا حشر ان کی موت ھے ۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝	اور جب دریا آگ کی طرح بھڑکائے جائیں گے(۶)

بھڑکتے ھوئےشعلے کی صورت اور تباہ کن آگ بن جائیں گے، کوئی بعید نھیں کہ اس سے مراد زمین کے اندر کا پگھلنے والاآتش فشان کے پھٹنے کے وجہ سے خطرناک زلزلے ھوں، جیساکہ آلوسی جیسے بعض مفسرین کی رائے ہے۔

ابی بن کعب کھتے ھیں کہ : اس اثنا میں لوگ با زاروں میں ھوں گے سورج کی روشنی اچانک چلی جائے گی، اور لوگ اس حال میں ھوں گے کہ پھاڑ زمین پر گِرپڑیں گے ، پھر زمین میں ایک بڑی جنبش وحرکت برپاھوگی، اس وقت جنات دھشت زدہ ھوکر انسانوں کی طرف بھاگیں گے، اور انسان جنات کی طرف، اور چوپائے عام جانور ، پرندے اور درندے آپس میں خلط ملط ھوجائیں گے ۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝	اور جب روحیں (بدنوں) سے ملادی جائیں گی(۷)

یعنی: مؤمنوں کے نفوس کو حور عین کے ساتھ ملایا جائے گا، کافروں کو شیاطین کے ساتھ ملایاجائے گا، یا روحوں کو جسموں کے ساتھ ملادیاجائے گا ۔

حسن بصری اس کی تفسیرمیں کھتے ھیں: ھرایک کو اس کی جماعت کے ساتھ ملادیاجائیگا، یھودی کو یھودی کے ساتھ ، نصاری کو نصاری کے ساتھ ، اور مجوسیوں کو مجوسیوں کے ساتھ، منافقوں کو منافقوں کے ساتھ ، اور اسی طرح مؤمنوں کو مؤمنوں کے ساتھ، پھر ھرکسی کو اپنےھم فکر وھم مذھب کے ساتھ لاحق کردیا جائے گا ۔

" نفوس" نَفس کی جمع، جان اور روح ۔

" زوّجت" اپنی اصل کا جوڑا بنایا، اور اپنی اصل یعنی جسم کی طرف لوٹ گیا ۔

اس آیت کا مطلب یہ ھے کہ انسانوں کے مرنے کے بعد جان جسم سے الگ ھوگی، اور یہ الگ آزاد طریقے سے رھے گی، جبکہ جسم مٹی میں تبدیل اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے عناصر میں جذب هوں گے، اور شکلیں اور چهرے جدید ترکیب اختیار کریں گے۔
ربّ غفور کے حکم سے جب دوسرا صور پھونکا جائے گا، تو پھر روحیں جسم میں واپس پلٹ جائیں گی، اور نئی دنیا میں آنکھ کھولیں گی، وہ ایک معجزے کے طور پر همیشه زنده رهیں گی ۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْۙ۝	اور جب اس لڑکی سے جو زنده دفنادی گئی هو پوچھا جائے گا (۸)

کہ کیوں مارا گیا؟ یہ سوال قاتل کی سرزنش اور اس کے ظلم کو ثابت کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْۚ۝	که وه کس گناه پر ماری گئی؟ (۹)

جیساکه معلوم هے که عرب کی ایک تعداد زمانه جاهلیت (دامادی کے) عارسے اور فقروتنگدستی کے اندیشه سے اپنی لڑکیوں کو ولادت کے بعد زنده دفن کردیا کرتے تهے، اُن کو بوجھ اور اپنے لیے عار سمجھتے تهے ۔
اس جاهلانه عادت کی وجه سے رب عظیم نے ان کو دهمکی دی (اور ان کی تنبیه کی) لڑکیوں کے قاتل کو کہ جو بغیر کسی گناه کے قتل کئے هیں ان کا مقدمه کیا جائے گا، اور ان زنده درگور کی گئی لڑکیوں سے متعلق پوچھا جائے گا که کس جرم کی وجه سے قتل کی گئی تهیں ؟ ان کو لڑکیوں کا جواب یه هوگا کہ: بغیر کسی گناه کے زنده درگور هوئی هیں ۔
جب یہ جواب هوگا توپهرقاتلوں سے حساب لیا جائے گا، یه آیت اس بات کی دلیل هے که مشرکین کی اولاد کو عذاب نهیں دیا جائے گا، کیونکه عذاب گناه کے بدلے میں هے ، مشرکین کی اولاد جنت میں جائے گی۔

بیٹیوں کی فضیلت:

بیٹیوں کی فضلیت کوئی ڈهکی چهپی نهیں هے ، وهی مائیں، بهنیں، اور بیویاں هیں، آدها معاشره ان سے تشکیل پاتاهے، اور باقی آدها ان سے پیدا هوتاهے ، گویا که وه پورا معاشره هیں ۔
ملاحظه کریں "تحفته المولود فی أحکام المولود" ابن القیم (صفحه 16)
بیٹیوں کی فضیلت پردلالت کرنے والے دلائل میں سے ایک یه هے که : الله تعالی نے بیٹی کو والدین کے لیے هبه قراردیاهے، اور اس آیت میں ان کو لڑکوں سے مقدم رکهاهے: : يَهَبُ لِمَنْ يَشَاء إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاء الذُّكُورَ (سوره شوري: 49)
یعنی : (الله تعالی جسے چاهے بیٹی عطاکردے اور جسے چاهے بیٹا)۔
اسی طرح رسول الله صلی الله علیه وسلم نے ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے، ان کے ساتھ بهلائی اور احسان کرنے کی ترغیب دی هے، جیساکه فرماتے هیں:
"مَنِ ابْتُلِي مِنْ هَذِهِ البَنَاتِ بِشَيءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْراً من النَّارِ "(بخاری صفحه:1418) اور (مسلم صفحه 2629) .

(c) ketabton.com: The Digital Library

یعنی : جس شخص کو خدا تعالی بیٹی عطا فرماکر آزمائش میں ڈال دے (اس کا والد اس کی عمده اور اچھی تربیت کرے) اور اس کے ساتھ اچھائی کرے، تو وہ بیٹی اپنے والد کے لیے دوزخ کی آگ سے ڈھال ہوگی، (مأخوذ ازکتاب (الایمان بالقضاء والقدر).

بچیوں کو زنده دفنانے کے بہانے

جیسا که هم نے او پر بیان کیا که : عرب کے دورجاهلیت کی ثقافت میں بیٹے ہونے کو باعث عزت اور فخر جبکہ بیٹی کی پیدائش کو باعث عارسمجھاجاتاتھا، الله تعالی فرماتاہے : "وَ إِذا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَ هُوَ كَظيمٌ" (نحل آیت: 58). اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی بشارت دی جاتی تو شدید غصه کی وجه سے ان کے چہرے سیاہ ہوجاتے، وہ غصے سے بھر جاتے .
"يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ۝ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ۝ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۝۵۹" (سوره نحل آیه: 59)یعنی : اس بُری بشارت کے ملنے پر وہ اپنےلوگوں سے چھپتا پھرتاہے(اور وہ نهیں جانتا که) وہ اس بیٹی کو ذلت اور پریشانی کے ساتھ رکھے یا (زنده) مٹی کے نیچے گاڑ دے ، جی هاں، یہ لوگ بہت هی بُرا فیصلہ کرتے هیں!

قرآن کریم بیان کرتاھے که : زمانه جاهلیت میں عرب میں سے کسی کو جب خبر ملتی که اس کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے تو وہ غصّے سے سیاہ ہوجاتا تھا .

اس خبر کی بُرائی اور عمومی سوچ کے دباؤ سے جس کو وہ بُرا سمجھتے تھے وہ چھپ جاتا، اور اس سوچ میں پڑجاتا که وہ اس نوزائده بیٹی کو پالے، اور تمام ذلت وخواری کو برداشت کرے ، یا یہ کہ اس کو زنده دفنادے، ان میں سے اکثر کی سوچ نوزائده بیٹیوں کے متعلق یهی تهی۔

مفسرین نے زمانه جاهلیت میں بچیوں کو زنده درگور کرنے کی مندرجه ذیل وجوہات بیان کی ہیں:

1 - لڑکیوں کا معیشت اور پیدا وار میں کوئی کردار نہیں تھا اور وہ زندگی کا بوجھ تھیں: وَ لا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ مِنْ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ إِياهُمْ...»، (سوره انعام آیت: 151) اور اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نه کریں؛ هم تمهیں اور انهیں روزی دیتےهیں .

2 - زمانه جاهلیت میں عام طور پر عرب قبائل کےدرمیان جنگیں هوتی تهیں، ان کی فنا وبقاء کا تعین ان جنگوں میں هوتاتها، اس لیے ان جنگوں کے لیے وہ بهادر بیٹے چاهتے تهے، یه کام عورتوں اور لڑکیوں کی استطاعت سے باہرتها۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - جنگوں میں لڑکیاں جب دشمن کی قید میں چلی جاتیں تو جنسی تشدد کے بھینٹ چڑھ جایا کرتیں، ان مشکلات سے بچنے کے لیے ان کو زندہ دفناتے تھے۔

زمانہ جاهلیت کی اصطلاح

زمانہ جاهلیت کا جملہ اسلام کی اصطلاح اور تصور میں ایسا نام هے جو مقدّس دین اسلام کے ظهورسے قبل عرب کی فکری حالت کو بتاتا هے۔

یہ اصطلاح قرآن میں هے، اگرچہ اس کی مختلف تفسیریں هوئی هیں، اهل سیر اور محققین اپنی تحریروں میں لکھتے هیں کہ اس لفظ کو عرب کے زمانہ قبل از اسلام کے لیے اشارے کے طور پر استعمال کیا گیاهے۔

دور جاهلیت میں جزیرہ نما عرب کے لوگ بت پرست تھے، اور بہت سارے بتوں کی عبادت کرتے تھے، ان کے لیے قربانی کرتے تھے، دین اسلام کے ظهور کے بعد بت پرستی کا رواج مکمل طورپر لپیٹ لیاگیا ۔

دور جاهلیت کی ابتدا اور انتها میں مسلم محققین کے درمیان اختلاف هے، ان میں سے بعض اس کو حضرت نوح اور ادریس کے درمیان کا دورانیہ کهتے هیں، اور بعض علماء حضرت موسی اور حضرت عیسی کے درمیان کا دورانیہ، اور بعض دوسرے اس کو حضرت عیسی اور محمد صلی الله علیه وسلم کے درمیان کا دورانیہ قراردیتے هیں ۔

به هرحال دور جاہلیت کے اس زمانے کے اختتام کا وقت کچھ لوگ محمد صلی الله علیه وسلم کےظهور اور کچھ لوگ فتح مکه کو سمجهتے هیں۔

حوالہ کے لیے دیکھئے (فارسی کے نفوذی راستے جاہلی عرب کی ثقافت اور زبان میں : صفحه 160).

محترم قارئین:

آیات مبارکہ(10 تا 29) قرآن کے نزول کا ثبوت، اور نبوت کا ثبوت کے موضوعات کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۝۱۰ۙ	اور جب (عملوں کے) دفتر کھولے جائیں گے (۱۰)

پھر بعض اپنے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں لیے هوں گے، اور بعض نے اپنے بائیں هاتھ میں یا پیٹھ پیچھے لیے هوئے هوں گے ۔

"صُحُفُ" اعمال نامہ

"نُشِرَتْ"نشر کرنا، علماء کے قول کے مطابق: اسے نشر کیا جائے گا(المفتوح)۔

یعنی: انسان کے اعمال کی کتاب انسان کو کھلی شکل میں دی جائے گی، اور ہم اپنے اعمال کو دیکھیں گے، یہیں اعمال نامے تقسیم کئے جائیں گے اور منتشر ہوجائیں گے۔(وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ۝ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا۝۱۳) (الاسراء:13) ترجمہ: "اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو

(c) ketabton.com: The Digital Library

(بصورت کتاب) اسکے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ)کتاب اُسے نکال دکھائینگے جسے وہ کُھلا ہوا دیکھےگا(کہا جائیگا)" (اِقۡرَاۡ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفۡسِكَ الۡيَوۡمَ عَلَيۡكَ حَسِيۡبًا ؕ۱۴) (الاسراء:14) ترجمہ: "کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے"

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ۪۱۱	اور جب آسمان کا پردہ ہٹادیا جائے گا (۱۱)

یعنی : ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اپنی جگہ سے اکھاڑ دیا جائے گا، جیساکہ گھرکی چھت اور مینڈھے کی کھال اتا ری جاتی ھے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سر پر جو چھت ہے وہ ہٹ جائی گی اور آسمان کا اصلی چہرہ ظاہر ہوجائیگا، یہ زمین و آسمان بدل جائیں گے، (يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۴۸) (ابراہیم:48) ترجمہ: "جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی(بدل دئیے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے یگانہ و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہونگے۔"

اور یہ کہ آسمان کا چہرہ بدل جائیگا یہ اس تبدیلی کی طرف اشارہ ہے جو سورج کے بے نور ہونے کے بعد رونما ہوگا، ان واضح اور روشن واقعات کے دو اور مسائل سامنے آتے ہیں: ایک جہنم کا مسئلہ اور دوسرا جنت کا۔

وَاِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ ۪۱۲	اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑ کائی جائے گی (۱۲)

اللہ کے دشمنوں کو سخت جلانے کے لیے ، قتادہ کہتے ھیں کہ: جہنم کو اللہ کا غضب اور انسانوں کے گناہ بھڑ کاتے ھیں۔

وَاِذَا الۡجَنَّةُ اُزۡلِفَتۡ ۪۱۳	اور جب جنت (پرھیزگاروں کے لیے) قریب لائی جائے گی (۱۳)

اور جنت والے کامیاب قرار پائیں گے، اور جہنمیوں کو جہنم کی طرف لیجایا جائے گا، جبکہ جنت کو جنتیوں تک پہنچایا جائے گا جو کہ اہل جنت کی عزت کی علامت ہے۔

عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۱۴	تب ھرشخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ھے (۱۴)

یعنی : جب مذکورہ بالا امور واقع ھوں گے، اس وقت اعمال نامے کھولنے کے ساتھ ھر شخص جان لے گا کہ اس نےخیر اور شرمیں سے کیا تیار کیاہے ؟

حدیث مبارکہ میں عدی بن حاتم رضي الله عنه سے روایت ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ، فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرَ أَشْأَمَ مِنْهُ، فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ، وَيَنْظُرُ

(c) ketabton.com: The Digital Library

بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" (متفق علیه) ترجمہ: تم میں سے کوئی نہیں ھے مگر یہ کہ اللہ تعالی اس سے بہت جلد کلام فرمائے گا، اس طرح کہ اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، پھر اپنی دائیں جانب دیکھے گا، تو اپنے وہ اعمال دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجے تھے، اور اپنی بائیں طرف دیکھے گا تو وہ اپنے اعمال کے سواکچھ نہیں دیکھے گا، پھر آگ اس کا استقبال کرے گی، جو آدمی یہ طاقت رکھے کہ وہ آگ سے بچے خواہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو تو وہ ایسا کرے، اگر کھجور کے صدقے کی طاقت نہیں رکھتے ہو تو اچھی باتوں سے خود کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ ۔

جب یہ سارے ھولناک واقعات رونماھوجائیں گے تو لوگوں کی شناخت ھوجائے گی، ھرشخص کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ اپنی آخرت کے لیے کیا لایاھے، اور جواچھائی اور بُرائی کی تھی جان لے گا، اس دن سورج کو لپیٹ دیا جائے گا، اور چاند کی روشنی ختم ھوجائے گی، اور دونوں کو آگ میں ڈالاجائے گا۔

جانوروں کا حشر قیامت کے دن:

مفسرین کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھتےھیں کہ: چونکہ حیوانات میں بھی روح ہوتی ہے وہ بھی روز محشر زندہ کئے جائیں گے، اور حساب وکتاب کے لیے پیش ھونگے، پھر دوبارہ وہ ختم ھوجائیں گے، جبکہ جنت اور جہنم انسان اور جنات کے لیے خاص ھیں۔

قرآن کریم میں ھے کہ: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الأَرْضِ وَلاَ طَائِرٍ يطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلاَّ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيءٍ ثُمَّ إِلَي رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ(سورہ انعام 38)

ترجمہ: اور زمین میں جو چلنے پھر نے والا (حیوان) یا دوپروں سے اڑنےوالے پرندے ہیں، وہ بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ھیں ، ھم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز کی لکھنے میں کوتاھی نہیں کی، پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے ۔

دوسری جگہ فرمایا: وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَابَّةٍ وَهُوَ عَلَي جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ (سورہ شوري 29) ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے ھے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور ان جانوروں کا جو اس نے ان میں پھیلا رکھے ھیں ، اور وہ جب چاھے ان کے جمع کر لینے پر قادر ھے ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ان دونوں آیات سے استدلال کرتے ھوئے فرماتےھیں: سب کا حشر ھوگا جیسا کہ کتا وسنت اس پر دلالت کرتے ھیں۔ (مجموع الفتاوی : ج- 248/4)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور جیسا که صحیح حدیث میں هےکه : (إِنَّ اللهَ لَيَقْتَصَّ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنْ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ) (مسلم 2582) ترجمہ: الله تعالٰی بغیر سینگ کے بکری کا قصاص سینگ والی بکری سے لے گا، یه بھی حشرمیں حیوانات کے زنده هونے کی دلیل هے ۔

امام نووی مذکوره حدیث کی روشنی میں بتاتے هیں کہ: یه حدیث قیامت کو حیوانات کے زنده کیےجانے پر صریح دلیل هے، اور ان کا پلٹنا انسانوں کی پلٹنے کی طرح هے، جیساکه رب تعالی نے فرمایاهے: (وَإِذَا الْوُحُوش حُشِرَتْ)

ترجمہ: اس دن کی قسم جس دن حیوانات کو جمع کیا جائےگا ۔

علماء کهتے هیں که : سزا اور عذاب ان کے پلٹنے اور حشر کے لیے شرط نهیں هے، اور مذکوره بالا حدیث میں قصاص سے مراد قصاص تکلیف نهیں هے، بلکه قصاص یهاں مقابله بالمثل هے ۔

فَلَآ أُقۡسِمُ بِٱلۡخُنَّسِ ١٥	هم کو ان ستاروں کی قسم جو پیچھے هٹ جاتے هیں (١٥)

فَلَا أُقْسِمُ : اس کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں : (واقعه/75، حاقّه/38، معارج/40، قیامه/1 و2) ۔

(الْخُنَّسِ) خانس کی جمع هے ، واپس لوٹنے والے، پیچھے رهنے الے، اس سے مراد تمام ستارے

هیں، جو سورج نکلتے هی هم انسانوں کی نظروں سے خود کو پیچھے هٹاتے اور اپنے ٹھکانوں کی طرف

سرکتے هوئے دکھائی دیتے هیں ۔

قسم کے دلائل:

1 - اہل عرب اپنی گفتگو میں زیادہ قسمیں کھاتے ہیں، اور قرآن کریم بھی عربی زبان میں ہے۔

2 - کافروں سے بات کرتے وقت اللہ تعالیٰ تاکید کے لیے زیادہ قسمیں کھاتا ہے تاکہ وہ ایمان لے آئیں۔

3 - کلام کی تاکید کے لیے۔

صرف اللہ کی قسم کھانی چاہئیے، انسان کو غیراللہ کی قسم نہیں کھانی چاہئیے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات پر قسم کھاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کی تاکید بنانے کے لیے: "فَلَا أُقْسِمُ"کی اصطلاح استعمال کی ہے، اس کی دلیل سورۃ ا لواقعۃ کی یہ دو آیت ہیں: "فَلَآ أُقۡسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ ٧٥ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٞ لَّوۡ تَعۡلَمُونَ عَظِيمٌ ٧٦ " ترجمہ: "ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم ۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے"

ٱلۡجَوَارِ ٱلۡكُنَّسِ ١٦	(اور) جوسیرکرتے اور غائب هوجاتے هیں (١٦)

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر قرطبی کہتے ہیں: وہ ستارے جو دن کو چھپ جاتے ہیں اور رات کو ظاہر ہوجاتے ہیں، اور غروب کے وقت آنکھوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں، جس طرح ہرن غار میں چھپ جاتا ہے(یہ قول حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒاور حسنؒ کاہے) تفسیر طبری میں یہی مذکور ہے
" الْجَوَارِ" جمع جاریہ، جانے والے، سیارے، قرآنی رسم الخط میں
"یاء"تخفیف کے لیے حذف ہوا ہے۔
" الْكُنَّسِ"کانِس کی جمع:چھپنے والے۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾	اور رات کی قسم جب ختم ہونے لگتی ھے (١٧)

(قسم ھے رات کی جب وہ پلٹے)یہ بھی کھاگیاھے کہ :"عَسْعَس" کا معنی پیچھے ھٹنے کا ھے .
مفسر ین لکھتے ھیں کہ "عَسعَس اللیل" متضاد الفاظ میں سے ھے، اور ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ھیں کہ : واپس ھونے کا مفھوم یھاں زیادہ مناسب ھے۔
جیساکہ مفسرین لکھتے ہیں: "عَسعَس اللیل" پیچھے جانے اور آگے آنے کے معنی میں ہے، رات کی ابتداء اور انتہاء، جب دن لمبے ہوتے ہیں تو رات دیر سے آتی ہے اور جلدی ختم ہوجاتی ہے، یعنی راتیں چھوٹی ہوجاتی ہے۔
"عَسْعَسَ" کی تعبیر:یعنی وہ شخص جو رات کی تاریکی میں داخل ہوا اور اندھیرے کے خاتمے تک اس میں رہا، اور روشنی اور صبح میں داخل ہونے والا تھا ، (وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ) کی تعبیر رات کی اس حالت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو رات کے ختم ہونے اور انتہاکی دلیل ہے۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾	اور صبح کی قسم جب نمودار ھوتی ھے (١٨)

(اور صبح کی قسم جب اس کی علامات نمودار ھوجائیں) اور اس کی روشنی آھستہ آھستہ رات کی تاریکی کو چیردے، یھاں تک کہ وہ روشنی مکمل ھوجائے اور سورج طلوع ھوجائے، یہ وہ عظیم نشانیاں ھیں کہ خدا تعالی نے قرآن کی عظمت ،مقام اور ھر شیطان مردود سے محفوظ ھونے کی ان پر قسم کھائی ھے۔
"تنفَّس" سانس لیا، (چمکنے لگا) ظاھرھونے لگا، گویا کہ صبح کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اداسی کے دباؤ سے آزاد ھوکر راحت کا سانس لیتاھے ، اس سے مراد روشن ھونا ھے، (ملاحظہ کیجئے سورۃ مدّثر : 34) .

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿١٩﴾	کہ بیشک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ھے (١٩)

اور وہ جبرئیل علیہ السلام ھے، جس نے قرآن کریم کو رب کے پاس سے اُتارا، جیساکہ رب تعالی فرماتے ھیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ۲۰	جو صاحبِ قوت مالکِ عرض کی ھاں اونچے درجے والا (۲۰)

"ذِيْ قُوَّةٍ"اس کے پاس زبردست طاقت ہے، "قُوَّةٍ"قدرت اور طاقت کے معنی میں ہے، اور اس قابلیت اور صلاحیت کو کہا جاتا ہےجو کسی آدمی میں کسی کام کو انجام دینے کے لیے موجود ہوتی ہے، اور تمام مخلوقات میں یہ صلاحیت موجود ہے۔

جبریلؑ کی صفات:

1 - رسول: رب کی طرف سے بھیجا ہوا۔
2 - کریم : عظیم مرتبہ والا، معزز۔
3 - ذِيْ قُوَّةٍ :مضبوط اور طاقتور، اور چھ سو پر والا، قوم لوط کو ایک پر سے آسمان تک اُٹھا کر زمین پہ پٹخ دیا تھا "أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ"(بخاری: 3232 و 4856 و 4857 و مسلم: 174) ترجمہ: "پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ کو دیکھا (اصلی صورت میں) کہ اس کے چھ سو پر ہیں۔"
4 - مکین: اللہ کے نزدیک مقام و مرتبہ کا مالک، بڑا باوقار ،مُطَاع: رئیس ہیں: اور دوسرے فرشتے اس کی اطاعت کرتے ہیں، جس کی فرمانبرداری کی گئی، وہ فرشتہ کریم ہے، اور اس کی بات بھی کریم و شریف ہے، اور اپنے فرائض کو انجام دینے میں طاقتور اور مضبوط ہے، اور اس پیغام کو مضبوطی سے پہنچاتا ہے، اور عرش والے اللہ کے ہاں عظیم مقام و مرتبہ والا ہے، ایسا مضبوط اور طاقتور ہے کہ کوئی انس اور جن اس سے وحی چھننے اور اس میں کمی اوراضافے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔

مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۲۱	سردار (اور) امانت دار ھے (۲۱)

"مُطَاعٍ" اس کا حکم ماناجاتاھے، اس کی فرمانبرداری کی جاتی ھے، "ثَمَّ" وھاں، اس سے عالم بالا اور ملکوت اعلی مراد ھے کہ اس کو صرف اللہ تعالی ھی جانتاھے۔

ملاء اعلی میں جبرئیل کی اطاعت کی جاتی ھے، اس لیے کہ وہ مقرّب فرشتوں میں سے ھے، اس لیے اس کی فرمانبرداری کی جاتی ھے، اور وہ امانت دار بھی ھے، جو حکم اس کو دیا جاتاھے، بغیر کمی بیشی کے اور مقررہ حد سے نکلے بغیر اس کو انجام دیتاھے، یہ سب خدا کے نزدیک قرآن کی عظمت وشرافت کی دلیل ہے، خدا تعالی نے قرآن کریم اس عظیم فرشتے کے ذریعے بھیجاھے جو ایسی کامل صفات سے متصف ھے ، اور یہ دستور ھے کہ باد شاہ اس شخص کے ذریعے اہم پیغام بھیجتاہے جو بادشاہ کے نزد یک لوگوں میں سب سے محترم ، مقرب اور قابل ہوتاہے، جب حامل قرآن فرشتے کی عظمت

(c) ketabton.com: The Digital Library

بیان کی تو اب جس انسان پر قرآن کریم اتارا گیاهے، اور اس پر لوگوں کو دعوت دینے کی ذمہ داری ڈالی ہے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے هیں:

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ۲۲	اور (مکّے والو) تمهارے رفیق (یعنی محمّد) دیوانے نهیں هیں (۲۲)

اور اس کو اچهی طرح پهچانتے هو، اور اس کی عقل وفراست، شخصیت اور عظمت کا اعتراف کرتے هو، محمد صلی الله علیه وسلم دیوانه نهیں هے، جیسا که ا ن کی رسالت کو جهٹلانے والے دشمن کهتے هیں اور ان پر تهمت لگاکر چاهتے هیں که ان کے لائے هوئے قرآن کی طرف دی جانے والی دعوت کوخاموش کردیں، بلکه محمد صلی الله علیه وسلم تمام لوگوں سے زیاده عاقل اور سچاهے۔

"صَاحِبُ" (دوست اور ساتهی) مُصَاحب ومُعاشر، صاحب کی تعبیر، اس بات کی طرف اشاره هے که وه سالوں قریش کے درمیان زندگی گذار رهے تهے، اور وه اسے امین کهتے تهے، جب تک ان پر وحی نهیں آئی تهی، وه لوگ اسے عقلمند، هوشیار، فرزانه سمجهتے تهے، لیکن اس کے بعد اس کو دیوانه کهنے لگے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۚ۲۳	اور محمد صلی الله علیه وسلم نےجبرئیل علیه السلام کو آسمان کے کهلے کنارے پر دیکهاهے (۲۳)

محمد صلی الله علیه وسلم نےبلا شبه یقینی طور پر جبرئیل علیه السّلام کا (عالم بالا ، سدرة المنتهی میں فرشتے کی صورت میں مشاهده فرمایا) "رأي محمد صلي الله علیه وسلم جبریل علي صورته التي خلق علیها" ترجمه: نبی صلی الله علیه وسلم نے جرئیل کو اس شکل وصورت میں دیکها جس صورت میں الله تعالی نے اس کی تخلیق فرمائی تهی. (تفسیر جلالین).

یه بات قابل ذکر هے که جبرئیل علیه السّلام وحی کے موقع پر نبی صلی الله علیه وسلم کےپاس آتے تهے، کیونکه روایات میں ایسے کافی واقعات مذکورهیں که آپ علیه السلام فلاں کام میں مشغول تهے که جبرئیل علیه السّلام تشریف لائے، اس سے معلوم هوتاهے که جبرئیل همیشه آپ کے ساته نهیں تهے، اگر جبرئیل همیشه آپ کے ساته هوتے تو پهر نزول معنی نهیں رکهتا، اس لیے که نزول کا معنی هے بلند سے نیچے کی طرف آنا، اترنا اور اگر وه همیشہ پیغمبر علیه السلام کے ساته هو تے تو پهر نزول کا کوئی معنی نهیں .

جبرئیل کا ساته هونا یا نه هونا آپ علیه السّلام کے بشرهونے پر اثر انداز نہیں هوتا، جبرئیل علیه السّلام کا کام صرف رسول الله صلی الله علیه وسلم پر وحی نازل کرناتها ، جبرئیل کے ساته هونے اور رسول الله صلی الله علیه وسلم کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرشته هونے میں کوئی تلازم نہیں ھے (یعنی جبرئیل کے ساتھ ہونے سے رسول کا فرشته بننا یا فرشته کی صورت اختیار کرنا لازم نہیں ھے جیسا که بعض مفسرین کا خیال ھے۔

وَمَا ہُوَ عَلَي الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۲۴ۚ	اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاھر کرنے) میں بخیل نہیں (۲۴)

وہ (محمد امین ھے آسمانی وحی کے مطالب تم سے نہیں چھپاتا، اور نہ اس کے اعلان کرنے میں ھچکچاتاھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو غیب کی باتیں بتانے میں ھرگزبخل نہیں کرتے)

"الغيب" سے مراد وحی، یعنی : ھروہ چیز جو قیامت ، اللہ کی ذات وصفات، اور جنت و دوزخ ، فرشتے وغیرہ کے بارے میں خدا کی طرف سے رسول کو پہنچایا گیاھو ۔

"ضنین" بخیل، تنگ نظر، اس آیت کا مقصد اصلی یه ھے که پیغمبر اسلام صلی الله علیه وسلم دین کے امور کی تبلیغ میں ذرا بھی کوتاھی نہیں کرتے، جو کچھ وہ جانتےھیں آپ لوگوں کو سکھاتےھیں، وہ کاھنوں اور جادوگروں کی طرح نہیں که اپنی سیکھی هوئی چیز دوسروں کو نه بتائے ۔

وَمَا ہُوَبِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ۲۵ۙ	اور وہ (قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں ھے (۲۵)

غافل لوگ کدھرجارھے ھو؟

گذشته آیات میں یه بات واضح هوگئی تھی که : قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ھے، کیونکه اس کے موضوع اور طرزبیان سے معلوم هوتاھے، جسے خدانے پوری طاقت اور بھروسے کے ساتھ اس نبی پرنازل کیا جو عقل میں سب سے زیادہ معتدل ھے، یہاں اس عظیم کلام کی پیروی نه کرنے پر مخالفین کو سرزنش کرتے ھوئے توبیخی سوال پوچھا گیاہے:

فَاَيْنَ تَذْہَبُوْنَ۲۶ۭ	پھر تم کدھر جارھے ھو (۲۶)

محمدصلی الله علیه وسلم نے آپ لوگوں کے سامنے حق اور سچ پیش کرکے حجت تمام کردی ہے،اب اس کے علاوہ جس جگه اور جس راستے پر چلو گے گمراھی اور الجھنیں ھوں گی۔

اِنْ ہُوَاِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۲۷ۙ	یه تو جهان کے لوگوں کے لئے نصیحت ھے (۲۷)

اس مناسبت سے سب کو نصیحت کرتاھے، خبردار کرتاھے، تاکه غفلت کی نیند سے جاگ جائیں، کیونکه راھنمائی اور تربیت کے لیے صرف بھاگ دوڑ اور سرگرمی ھی کافی نہیں ھے، بلکه قابلیت کا ھونا بھی شرط ھے، ایک آیت میں فرماتے ھیں: قرآن کریم بیداری کا ذریعه ھے تم میں سے اس شخص کے لیے جو صراط مستقیم چاھتاھو :

(c) ketabton.com: The Digital Library

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ۝٢٨	(یعنی) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاھے (٢٨)

گذشتہ آیت اللہ تعالی کی ھدایت کا فیض بیان کرتی ھے، اور یہ آیت اس فیض سے مستفید ھو نے کی شرط بیان کررہی ہے ، دنیا کی تمام نعمتیں ایسی ھیں کہ ان کا فیض عام ھے، لیکن ان سےفائدہ اٹھا نا مشروط ھے انسان کے ارادہ اور عزم کے ساتھ

آیت کا سبب نزول :

ابن جریر اور ابن ابی حاتم سلیمان بن موسی سے روایت کرتے ھیں کہ : اس آیت کے نزول کے بعد ابوجھل نے کھاتھا: ھم کو احتیار دیا گیاھے، اگرچاھیں تو استقامت رکھیں نہ چاھیں تو نہ رکھیں، اس پر اللہ تعالی نے آیت نازل فرمائی: "تم نھیں چاہ سکتے ھو مگر وھی جو خدائے رب العالمین چاھے" اس آیت کے سبب نزول میں غور وفکر کے بعد ایک أھم نکتہ معلوم ھوتاھے کہ مشیت بشری مشیت الھی پر موقوف ھے، البتہ یہ انسان کی مجبوری کی معنی میں نھیں ھے، کیونکہ اللہ تعالی اپنے ازلی علم کے ساتھ پھلے جانتا ھے، پھر چاھتاھے، اورپھر اپنی قدرت کا اس امر کے ساتھ اظھار فرماتاہے، اس لیے اس کاعلم کشف کرتا ھے اجبارنہیں، یعنی ربّ تعالی اپنے علم ازلی کے ساتھ جانتاھے کہ مثلاً زید اپنی زندگی میں کیاکیا کام انجام دے گا، پھر اس کے کاموں کے ھونے کو چاھا، اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ سے ان کاموں کو بوقت واقع ظاھر فرمایا۔

قضا و قدر:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۝٢٩	اور تم کچھ بھی نھیں چاہ سکتے مگر وھی جو خدائے رب العالمین چاھے (٢٩)

مفسرین فرماتے ھیں: یہ مسئلہ قضا وقدر سے مرتبط ھے، اس لیے قضا وقدر کے بارے میں گھری سمجھ ھونی چاھیئے تا کہ اس آیت کا مفھوم واضح طورپر سمجھ میں آجائے، قضا وقدر کا مسئلہ بھت وسیع ھے، اورمسئلے کو سمجھنے کی ضرورت ھے ، اورھماری رائے تو یہ ھے کہ ایسے مسائل میں نہ اُلجھاجائے، کیونکہ علماء نے ایسے مسائل پربحث کر نے سے منع فرمایا ھے، اور کبھی ایسے سوالات ان کے سامنے آئیں گے، جن کا جواب دینا مشکل ھو گا، لیکن اگر چاھیں تو بعض اشارات قضا وقدر کے مسئلے پر کرسکتے ھیں، سب سے پہلے قضا وقدر کے چھا رمراتب کو اور ان چھار مراتب کے باھم ربط کو سمجھنا چاھیئے ۔

1 - سب پھلے یہ کہ اللہ تعالی ھر اس چیزکی تحقیق کو جو ھوچکی ھے، یا آیندہ وقوع پذیر ھوگی جانتاھے۔

2 - رب تعالی نے ہرچیزکی تقدیر کو لوح محفوظ میں لکھ رکھا ھے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

3 - خدا تعالی کے نہ تبدیل ہونے والے ارادے پر ایمان اور وہ یہ ھے کہ جو کچھ وہ چاھتاھے وہ ھوجاتاھے، اور جو نہ چاھے وہ نہیں ہو گا۔

4 - تخلیق کرنا اور پیدا فرمانا یہ پروردگار کی طرف سے ھے، اور جو کچھ وہ چاھے گا اس کی تخلیق فرمائے گا، اور جو نہیں چاھے گا نہیں فرمائے گا۔

لیکن شاید بعض لوگوں کے لیے یہ بات سمجھنا مشکل ھو کہ ایک طرف اللہ تعالی انسان کے آئندہ کے اعمال سے باخبر ھے ، اور دوسری طرف انسان کوصاحب ارادہ بنایا، اسی طرح اللہ یہ بھی جانتاھے کہ کل لوگ کیا عمل کریں گے، اور ان اعمال کو روز اول سے لوح محفوظ میں لکھ رکھاھے ، اور اسی کانام تقدیر رکھاھے، مثال کے طور پر دوبھائی ھیں اللہ تعالی روز اول سے جانتاھے کہ ان میں سے ایک اپنے ارادے سے شرک اور کفر کو ترجیح دے گا، حالانکہ اسلام کی طرف اس کی راھنمائی کردی گئی ھے ، اور اس کے لیے اسلام کو آسان بنادیا گیاھے، مگروہ شخص اپنے اختیار کی بناپر اس کو نہیں اپنا تا تو اسی لیے اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں اس بندے کی راہ کو شرکی راہ کھاھے، اگرچہ وہ راہ بندے نے اپنے اختیار سے چنی ھے۔

جبکہ دوسرا بھائی اپنے اختیار سے حق کو تسلیم کرلیتاھے، اور اسلام کی راہ اپنا لیتاھے ، چونکہ اللہ تعالی ازل سے اس کےعمل کو جانتاتھا ، چنانچہ لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ یہ بھائی راہ سعادت پرگامزن ھوگا، اسی وجہ سے انسان کو صاحب ارادہ واختیار بناگیاھے کہ وہ خیر یا شرکو خود منتخب کرے ، چنانچہ فرماتاھے: إِنَّا هَدَيْنَاهُ السبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُوْرًا) (سورہ انسان 3)

یعنی: (ھم نے اسے راستہ دکھا دیا (اب) خواہ وہ شکر گزارھو خواہ ناشکرا).

(وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيؤْمِن ومَنْ شَاءَ فَلْيكْفُرْ) (سورہ کھف 29)

(اور کھدو کہ (لوگو) یہ قرآن تمھارے پروردگار کی طرف سے برحق ھے جوچاھے ایمان لائے اور جو چاھے کافر رھے)۔

اب اگر مذکورہ آیت کی طرف لوٹتے ھیں؛ تو ھمیں معلوم ہو گا کہ مذکورہ بالا وضاحتوں کے مطابق انسانوں کے ارادے تب کار آمد ھوں گے جب ان پر اللہ تعالی کا اذن ھو اجازت ھو، یعنی انسانوں کو اختیارھے کہ قصد کرلیں ، ارادہ کرلیں اور اپنا پسندیدہ عمل انجام دے دیں ۔

اپنے عزم پر قدم اٹھانےکے بعد اپنے فیصلہ پر عمل در آمدکرتے ھیں، لیکن اس درمیان میں اب بھی اللہ تعالی کا ارادہ حاکم ھے، اگر اللہ تعالی ارادہ فرمائے گا تو تب انسانی ارادہ جو اس نےاپنی مرضی سے کیا ھے عملی انجام کو پھنچے گا ۔

یعنی : صرف انسانوں کے ارادے کسی عمل کو انجام دینے کے قابل نہیں، بلکہ اللہ تعالی کا اذن انسان کے ارادے کے لیےشرط ھے:

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرض کریں کہ ایک شخص کسی سفر پر جانے کا ارادہ رکھتاھے، اس لیے وہ اپنے آپ کو تیار کرلیتاھے، اورسفر کی ضروریات کا بھی بند وبست کرتاھے، اس حالت میں اگررب تعالٰی نے اس آدمی کے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کرلیا تو اس صورت میں وہ شخص سفر پر جاسکتاھے، اگر رب تعالی نے اپنی حکمت کے مطابق ایسا ارادہ نھیں فرمایا تو وہ شخص جتنا بھی ارادہ کرے اگرچہ سفرکی ابتدائی ضروریات بھی تیار کرے، لیکن وہ سفرپر نہیں جا سکے گا۔

اس موقع پرکھاجاتاھے کہ اللہ تعالی نےایسا ارادہ فرمایاکہ سفر کا ارادہ کرنے والا شخص اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہناسکے۔

مختصر یہ ھے کہ کسی بھی عمل کو انجام دینے کے لیے انسان کے لیے دوشرطیں لازمی ھیں:

1 - سب سے پھلے انسان کسی عمل کو انجام دینے کا ارادہ اپنی مرضی سے کرتاھے ۔

2 - اس کے بعد اللہ تعالی چاھے گا تو انسان کی طرف سے کیاگیا ارادہ انجام پائے گا ۔

اس لیے اگر کوئی شخص کسی کام کےکرنے کا ارادہ نہ کرےتو وہ کام انجام نھیں پائے گا،اور اگر کسی کام کے انجام دینے کا ارادہ کربھی لے جب تک اللہ تعالی نہ چاھے تو وہ کام عملی صورت اختیار نھیں کرے گا۔

اس وجہ سے اھلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انسا ن کے اعمال کا خالق اللہ تعالی ھے، اور جو فعل ھم انجام دیتے ھیں وہ ھماری کمائی ھے، لیکن اس کا خالق رب تعالٰی ھے، ھم ارادہ کرتے ھیں اور مقصد تک پھنچنے کے اسباب کا بند وبست کرتے ھیں، لیکن کام کے نتیجہ کا تعلق اللہ تعالی کے ارادہ کے ساتھ ھے۔

جیسے ایک شخص کسی عمارت سے خود کو گراکر خود کشی کرنا چاھتاھے، لیکن بعد میں ھمیں معلوم ھوتاہے کہ وہ اب بھی زندہ ھے مرا نھیں ھے، یا ایک شخص زھرکھالیتاھے ، لیکن وہ زندہ بچ جاتاھے، یہ اس بات کی دلیل ھے کہ رب تعالی نے ارادہ نھیں فرمایا تھا کہ اس شخص کی خود کشی کا ارادہ عملی صورت اختیار کرے، اور اس شخص کا ارادہ اللہ تعالی کا اذن حاصل نھیں کرسکا ۔

اس مسئلہ میں غور وخوض کے بعد ایک انتھائی اھم نکتہ پر پھنچتے ھیں :اور وہ یہ ھے کہ بشرکی مشیت اور ارادہ موقوف ھے اللہ تعالی کی مشیت پر، البتہ یہ انسان کو مجبور کرنے کے معنی میں نھیں ھے، کیونکہ اللہ تعالٰی ازلی علم کے ساتھ جانتاھے، پھر ارادہ کرتاھے اور اپنی قدرت کا اظھار فرماتاھے، اللہ تعالی اپنے اس علم کا کشف کرنے والاھے، مجبور کرنے والا نہیں، پس جاننا

(c) ketabton.com: The Digital Library

چاهئیے که الله تعالی کا یہ معمول هے که جو اراده انسان کرتاهے الله تعالی بهی اس پر (اذن) اجازت عنایت فرماتاهے، مگر یه که اس کی حکمت کے مقتضا کے خلاف نہ هو، اور یہ اس لیے تاکه انسان اپنا اختیار بهرپور طریقے سے استعمال کرسکے، اور اپنی مرضی سے انجام دینے والے عمل کے لیے جواب ده هو۔

مثلاً رب تعالی اپنے ازلی علم کے ساتھ جانتاتها که احمد اپنی زندگی میں کیا کیا کام انجام دے گا، پهر اس کے کاموں کے هونے کا اراده فرمایا، اور پهر اپنی قدرت کامله سے ایک موقع پر ان کو ظاهرکیا، اس کی مشیت اور چاهت نافذالعمل هے، ممکن ہے کوئی چیز اس کی چاهت کے مخالف هو، یه آیت اور اسی طرح کی دوسری آیتیں دوفرقوں قدریه اور جبریه پر ردهیں جوکه رب کی چاهت کی نفی کرتے هیں ۔

(وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ) (29).

خدا تعالی نے "الْخُنَّسِ " کی قسم کهائی هے، یه وه ستارے هیں جو معمول کی گردش سے مشرق کی طرف واپس چلے جاتے هیں، یه سات متحرک ستارے هیں، جیسے : سورج ، چاند ، زهره، مشتری ، مریخ، زحل، عطارد، یه سات ستارے دوقسم کی حرکت کرتے هیں:

1 - ان کی ایک حرکت مغرب کی طرف هے تمام ستاروں اور افلاک کے ساتھ ۔

2 - اور دوسری مشرق کی سمت سے الٹی حرکت جو که صرف یه سات ستارے کرتے هیں ، تو الله تعالی نے ان کے واپس پلٹنے کی صورت اور حرکت کی حالت پر اور چهپ جانے پر قسم کهائی هے، البتہ یه بهی ممکن هے که" لْخُنَّسِ" سےمراد تمام ستارے اور سیارے وغیره هوں ۔

جبرئیل امین قرآن اور دیگر آسمانی کتابوں کے حامل

دین ابراهیمی میں جبرئیل علیه السلام ان چار مقرب فرشتوں میں سے هے جو الله تعالی اور پیغمبروں کے درمیان رابط کی حیثیت رکهتاهے، یهودیت اور مسیحیت اور دین اسلام میں جبرئیل کےکردار کےبارے میں بهت بحث هوئی هے، انسانوں میں سے نبی علیه السلام کے علاوه کوئی بهی فرشتوں کو اور خاص طور پر جبرئیل علیه السلام کو اس کی اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکاہے، اس لیے که الله تعالی نےانهیں یه قدرت اور صلاحیت نهیں دی هے، جبکہ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے دومرتبه جبرئیل کو اس کی اصلی شکل وصورت میں دیکهاهے۔

پهلی بار : بعثت کے تین سال بعد، صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی الله عنه سے روایت هے که جناب پیغمبرصلی الله علیه وسلم نے فرمایا: ایک دن چلتے هوئے ایک آواز کانوں سے ٹکرائی، سراُٹها یا تو دیکها که وهی فرشته هے جو غار حرا میں میرے پاس آیاتها، زمین وآسمان کے درمیان ایک کرسی

(c) ketabton.com: The Digital Library

پر بیٹھا ھواتھا، اس منظرکو دیکھ کر میں خوف زدہ ھوگیا، اور میں گھر واپس لوٹا اور کھا: میرے او پر کوئی چادر یا رضائی ڈال دو، (بخاری : ج- 27/1 نمر: 4).

دوسری بار: جب جبرئیل رسول الله صلی الله علیه وسلم کومعراج کی رات آسمانوں کی طرف لے گیا، "سوره نجم" میں دونوں مرحلوں کی طرف اشاره ھواھے: عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوَي * ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوَي * وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَي * ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّي *فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَي * فَأَوْحَي إِلَي عَبْدِهِ مَا أَوْحَي * مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَي *أَفَتُمَارُونَهُ عَلَي مَا يَرَيٰ * وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَي * عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَي * عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَيٰ * إِذْ يغْشَي السِّدْرَةَ مَا يَغْشَي * مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَي (نجم: 5-17.)

ترجمه: ان کو نهایت قوّت والے نے سکھایا ، (وه جو پخته حکمت اور پاکیزه خیالات رکھتاھے)، (یعنی جبرائیل) طاقتورنے پھر وه (اپنی فرشتے والی شکل میں جو اپنے پروں کے ساتھ آسمان کے کناروں کو بھردیاتھا) سیدھا آکھڑا ھوا، اور وه(آسمان کے) اونچے کنارےمیں تھا ، پھر جبرائیل قریب ہوئے اور آگے بڑھے، یهاں تک که اس کا فاصله اور محمد صلی الله علیه وسلم کا فاصله دوکمان جتنا یا اس سے کم ره گیا، پھر جبرئیل نے الله کے بندے محمد صلی الله علیه وسلم کو وحی پهنچائی، جو وحی پهنچانی تھی، محمد صلی الله علیه وسلم کا دل نهیں جھٹلایا جس کو اس نے آنکھوں سے دیکھا تھا، کیا تم اس کے ساتھ اس چیزکے بارے میں جھگڑتے ھو جو اس نے دیکھا ھے ، اس نے تو دوسری بار (معراج کی رات) اس کو دیکھاہے، بیری کے درخت کے پاس ، وه جنت جوکه پرھیزگاروں کی منزل اور ٹھکانه ھے اس کے پهلو میں ھے، اس وقت ایسی چیزیں تھیں جس نے بیری کوگھیرلیاتھا، محمد کی آنکھیں دائیں بائیں دیکھنے میں غلط نهیں ھوئیں، اور نه نگاه تیڑھی ہوئی اور نه ھی سرکشی کی۔

عظمت والے رب نے قرآن میں جبرئیل امین کی عظیم صفتوں کے ساتھ تعریف کی ھے: جیساکه فرمایا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۝۱۵ الْجَــوَارِ الْكُنَّسِ۝۱۶ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ۝۱۷ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ۝۱۸ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ۝۱۹ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ۝۲۱. (سوره التکویر 15 – 21)

ترجمه: ھم کو ان ستارون کی قسم جو پیچھے ھٹ جاتے ھیں، اور جو چلتے چلتے غائب ھوجاتے ھیں، اور رات کی قسم جب ختم ھونے لگتی ھے، اور صبح کی قسم جب نمودار ھوتی ھے، که بیشک یه (قرآن) فرشته عالی مقام کی زبان کا پیغام ھے، جو صاحب قوت مالکِ عرش کے ھاں اونچے درجے والا ، سردار (اور) امانت دار ھے۔

صفت اوّل: پهلی صفت جبرئیل کی اس کا طاقتور ھوناھے، جیساکه رب تعالی قرآن عظیم الشأن میں فرماتے ھیں: (ذی قوة عند ذی العرش) (سوره التکویر20).

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور ایسی طاقتوں والاھے که قرآن کریم اور جو کچھ اسے دیاگیا اسے اٹھا نے کی قدرت رکھتاھے ، اور وه عرش والے کے نزدیک مقام اور مرتبه والاھے۔ " ذی العرش" صاحب عرش رب تعالی ھے. "ذی قوّة" طاقتور اور مظبوط فرشته.

دوسری صفت : "مکین" مرتبه ، عرش والے رب کے پاس مقام ومرتبه والاھے، یعنی ایسی عزت اورمقام رکھتاھے، که کوئی دوسرا اس مقام تک نهیں پهنچ سکتا ۔

تیسری صفت: "طاعت" (مطاع) فرشتوں کے درمیان حاکم ھے، تمام فرشتے الله کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کرتے هیں ۔

چوتھی صفت: (أمین) أمانت ، قرآن کریم کے لینے اور اس کے پهنچانے میں اور جو کچھ اسے حکم دیا جائے وه ان میں امین ھے ، یعنی وحی پر امین ھے، اس میں کوئی کمی بیشی نهیں کرتا، بلکه اسے جیسا که رب تعالی نے نازل فرمایاھے ویسے ہی پهنچاتاھے ۔

محمد صلی الله علیه وسلم نے جبرئیل کو دیکھا: رب تعالٰی فرماتا ھے : وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ۲۲. (سوره التکویر 22).

تمھارے دوست اور ساتھی جو تمھارے درمیان بڑا ھوا ھے، اور اس کو پهچانتے بهی هو اوراس کی تعریف بهی کرچکے هو، رسول اکر م صلی الله علیه وسلم دیوانه نهیں ھے، اور اے لوگو! (تمهارا دوست) دیوانه نهیں ھے، جیساکه تم لوگ سوچ رهے هو : (وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ) (سوره التکویر 23). ترجمه: بیشک آپ صلی الله علیہ وسلم نے اس (فرشتے) کو (آسمان کے کهلے یعنی) مشرقی کنارے پر دیکھا ھے

دیگر فرشتے:

1 - میکائیل آسمان سے بارش برسانے پر مأمور ھے، که رب تعالی نے اسےحکم دیا ھے ۔

2 - اسرافیل جو که صور پھونکنے پر مقرر ھے ، جب رب تعالٰی چاھے گا لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا، اور جسم قبروں سے نکلیں گے، اور مکمل هوجائیں گے، اور روح کے علاوه کچھ بهی باقی نهیں بچے گا، اس وقت اسرافیل الله تعالٰی کے حکم فرمانے سے صور پھونکیں گے، اور ارواح ان اجساد میں داخل هوجائیں گی، جو قبروں سے نکلے تھے اور اٹھے تھے، پھر جس جگه پر رب نے جانے کا حکم دیا ھے لے جایا جائے گا ۔

3 - ایسے فرشتے جو ماں کے پیٹ میں موجود نطفے پر مامور هیں : جیساکه عبد الله بن مسعودؓ سے روایت ھے : (حدثنا رسول الله و هو الصادق المصدوق : إنَّ أحدكم یجمع خلقه فی بطن أمه أربعین یوماً نطفة ثم یکون علقة مثل ذلك ثم

(c) ketabton.com: The Digital Library

يكون مضغة مثل ذلك ثم يرسل إليه الملك فينفخ فيه الروح ويؤمر بأربع كلمات بكتب رزقه وأجله وعمله وشقي أو سعيد» (متفق عليه) ، رب کے بھیجے ہوئے سچے اور تصدیق شدہ پیغمبر نے فرمایا: یقینا تم میں سے ایک کی خلقت اپنی ماں کے پیٹ میں اس طرح ہوتی ہے، چالیس دن نطفے کی حالت میں ہوتی ہے، اس کے بعد چالیس دن خون کے لوتھڑے کی صورت میں، پھر اس کے بعد اتنی ہی مدّت میں گوشت کا ٹکڑا بن جاتاہے ، تین مرتبہ چالیس چالیس دنوں کے بعد (جوکہ ایک سوبیس دن 120 بن جاتےہیں)، رب تعالی ایک فرشتے کو اس کی طرف بھیجتاہے تاکہ اس میں روح پھونکے، اور فرشتہ چار الفاظ لکھنے پر مأمور ہے، اس کا رزق و ورزی لکھنا ، عمر کی مدّت ، اس کے کردار ، اور یہ کہ بدبخت ہے یا نیک بخت ۔

4 - ایسے فرشتے ہیں جو ارواح قبض کرنے اور جان نکالنے پر مأمور ہیں، جب انسان کی عمر اختتام کو پہنچے، اوروہ (ملک الموت)یعنی موت کا فرشتہ ہے، جیساکہ رب تعالی فرماتے ہیں : (قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ). (سورہ السجدۃ: 11) اے نبی کہدیجئے: موت کا فرشتہ تمہاری جان لیتاہے، اور موت کا فرشتہ وہی (ملک الموت) اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہے ۔

5 - ایسے فرشتے ہیں جو بنی آدم کے اعمال کی نگرانی کرنے پر مقرر کئے گئے ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:(يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ) (متفق علیہ). ایسے فرشتے جو پے درپےتمہارے پاس آتے ہیں ، فرشتوں کی ایک جماعت رات کو آتی ہے اور ایک جماعت دن کو۔

صدق الله العظيم وصدق رسوله النبی الكريم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library